قبائلی علاقہ جات (فاٹا) کی حیثیت: ممکنہ حل پر ایک تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر الطاف اللہ*

محمد حسن**

Abstract

Federally Administered Tribal Areas of Pakistan (FATA) has a significant role in the internal and external policies of Pakistan. These areas are consisted of seven political agencies and six tribal pockets generally called as frontier regions (FRs). Although the socio-cultural fabric of tribal areas is in closed proximity with the other areas of Khyber Pakhtunkhwa, yet the legal-administrative and political status of the both is in sharp contrast. The affairs of the former is administered by the Frontier Crimes Regulation (FCR) while the latter is being run by the regular laws, rules and regulations as admissible in Pakistan. However, the dawn of the 21st century in general and the tragic incident of 9/11 in particular have changed the overall scenario of these areas. Under the circumstances, a comprehensive reform agenda is required to be undertaken. Hence, this academic investigation encompasses the viable options as the future of the area. However, the proposed merger of FATA with the adjacent province of Khyber Pakhtunkhwa has been keenly analyzed to determine its viability. In that direction the historical as well as the socio-cultural and demographic affinity of the tribal areas with the province of Khyber Pakhtunkhwa has been analytically evaluated.

---

* ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

قبائلی علاقہ جات یعنی فاٹا ہمارے ملک کا وہ حصہ ہے جو سات قبائلی ایجنسیوں اور چھ سرحدی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ملک کا یہ گوشہ باجوڑ، مہمند، خیبر، کرم، اورکزئی، شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان ایجنسی اور ساتھ ساتھ سرحدی علاقہ بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ، لکی مروت، پشاور اور ٹانک پر محیط ہے۔[۱] کوہِ ہندوکش اور کوہِ سلیمان کے درمیان واقع یہ قبائلی علاقے تقریباً۲۷۲۲۰ کلومیٹر پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان علاقوں کا ۱/۶ حصہ میدانی ہے جبکہ باقی رقبہ بے آب و گیاہ پہاڑی علاقہ ہے۔[۲] فاٹا کے شمال اور مشرق میں صوبہ خیبرپختونخوا، جنوب میں صوبہ بلوچستان، جنوب مشرق میں صوبہ پنجاب جبکہ مغرب میں ملک افغانستان واقع ہے۔ نیز فاٹا کے شمال میں صوبہ خیبرپختونخوا کا ضلع دیر (لوئر) جبکہ مشرق میں بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، کرک، کوہاٹ، لکی مروت، ملاکنڈ، چارسدہ اور پشاور کے اضلاع واقع ہیں۔ جنوب مشرق میں فاٹا صوبہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان جبکہ جنوب میں صوبہ بلوچستان کے ضلع ژوب اور موسیٰ خیل سے جا ملتا ہے۔[۳] اورکزئی ایجنسی کے علاوہ باقی تمام قبائلی ایجنسیاں افغانستان کے ساتھ مشترک سرحد رکھتی ہیں۔ شمال اور مغرب میں فاٹا اور صوبہ خیبر پختونخوا دونوں ملکر افغانستان کے نو صوبوں کی ایک زنجیر یعنی صوبہ نورستان، کنڑ، ننگرہار، خوست، پکتیکا، زابل، قندہار، ہلمند اور نیرموز سے منسلک ہے اور ان تمام صوبوں کی اکثریت پختون آبادی پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق فاٹا کی آبادی تقریباً ۳.۱۳۸ ملین ہے جو کہ ملک کی کل آبادی کا ۲.۴ فیصد بنتا ہے تاہم فاٹا کی موجودہ آبادی تقریباً۳.۵ ملین بتائی جاتی ہے۔[۴]

قبائلی علاقوں یعنی فاٹا میں مقیم لوگوں کو آزاد قبائل کہا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے کبھی تو ان قبائلی عوام کو ایف سی آر (فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن) کی بیڑیاں پہنائی گئیں اور کبھی انہیں دہشتگردوں کے ہاتھوں یرغمال ہونا پڑا جس سے ان کی آزادی پرکاری ضرب پڑی۔ ان علاقوں کے سیاسی نمائندے ملک کے ایوان بالا اور ایوان زیریں میں بھی موجود ہیں لیکن یہ نمائندے اپنے قبائلی علاقوں کے حوالے سے قانون سازی نہیں کر سکتے کیونکہ ان علاقوں کو ملک کے دیگر حصوں والا حیثیت یا رتبہ ابھی تک حاصل نہیں۔ اگرچہ کئی حکومتوں نے وقتاً

فوقتاً مختلف قوانین کو فاٹا تک توسیع دی لیکن کوئی بھی حکومت اب تک فاٹا میں رائج ایف سی آر کو مکمل طور پر ختم کر کے ملک میں لاگو عام قوانین کو نافذ نہ کر سکی۔۵

فاٹا کا قیام دراصل میں انگریز سامراج کی عسکری حکمت عملی اور خارجہ پالیسی کا نتیجہ تھا۔ انگریز کو اس بات کااندیشہ تھا کہ وسطی ایشیا میں پروان چڑھنے والی روسی طاقت بتدریج برطانوی ہند کی طرف نہ بڑھے اور ساتھ ساتھ اس خوف سے بھی دوچار تھا کہ یہاں کے لوگ انگریز سامراج کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں اور نہ کسی دوسری بیرونی طاقت بالخصوص روس کا ساتھ نہ دیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے انگریزوں نے ان قبائل کی داخلی خودمختاری، ثقافت اور قبائلی روایات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا سمجھوتہ کر لیا۔ اس کے بدلے میں قبائل نے برطانوی نظام مواصلات اور آمد و رفت میں خلل نہ ڈالنے کا معاہدہ کیا۔ اس معاہدے میں خلاف ورزی پر قبائلی عمائدین اس فیصلے پر عملدرآمد کروانے کے پابند تھے۔ یوں فاٹا کو چلانے کیلئے انتظامی ڈھانچے میں سب سے اوپر انگریز سرکار کا نامزد کردہ صوبہ سرحد (اب صوبہ خیبرپختونخوا) کا گورنر، اس کے بعد گورنر کا نامزد کردہ پولیٹیکل ایجنٹ، اس کے نیچے قبائلی ملک اور عمائدین اور سب سے آخر میں عام قبائلی لوگ شامل تھے۔ یوں پولیٹیکل ایجنٹ اور مراعات یافتہ قبائلی ملک، عام قبائلی لوگوں کو حصہ دار بنائے بغیر ہی نظام چلاتے رہے۔٦

۹/۱۱ کے بعد فاٹا عسکری طاقتوں اور دہشتگردوں کے مابین کشمکش نے قبائل کو نقل مکانی پر مجبور کیا اور قبائلیت کے اس منجمد نظام کو لمحوں میں منہدم کر ڈالا جس کی استواری میں تہذیب کو صدیوں کا سفر طے کرنا پڑا۔ اس کشمکش نے قبائلی روایات پہ محمول سماجی اقدار کے ساتھ ساتھ پولیٹیکل سسٹم کے اس انتظامی ڈھانچے اور ساخت کو بھی بری طرح متاثر کیا جس کی بدولت ڈیڑھ سو سال تک یہاں حکومتی یا ریاستی رٹ قائم رکھی گئی۔۷ ملک کی عسکری طاقت نے مختلف اوقات میں یہاں پر قابض دہشتگردوں کو بڑی حد تک آپریشن کر کے باہر نکالا اور یہ کوششیں وقفے وقفے سے جاری رہی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بالخصوص اکیسویں صدی کے دوسری دیہائی کے شروع میں اس بات پر بحث شروع ہوئی کہ اب اس

علاقے میں سیاسی، انتظامی اور اقتصادی تبدیلی کی ضرورت ہے تا کہ یہاں کے قبائلی علاقے بھی ملک کے دوسرے حصوں کی طرح ان کے برابر آ جائیں۔ ملک کے ہر گوشے میں بالعموم اور فاٹا میں بالخصوص آج کل یہ بحث و مباحثہ عروج پر ہے کہ ان علاقوں کو قومی دھارے میں لانے کیلئے کیا حکمت عملی اپنائی جائے تا کہ یہ علاقے ملک کے دوسرے حصوں کی طرح قومی تصویر یا نقشہ میں عملی طور پر ابھر کر سامنے آئے اور اپنا مثبت کردار ادا کر سکے۔ اس تحقیقی کاوش میں اس حوالے سے ایک چناؤ یعنی فاٹا کو صوبہ خیبرپختونخوا میں ضم کرنے پر بحث کی گئی ہے۔

صدیوں سے نظرانداز اور پسماندہ قبائلی معاشرے کو قومی دھارے میں سمونے کی خاطر فاٹا کا خیبر پختونخوا میں انضمام ایک اہم اور حقیقت پسندانہ چناؤ ثابت ہو سکتا ہے۔ درحقیقت فاٹا کا زیادہ تر دار و مدار صوبہ خیبر پختونخوا پر منحصر ہے۔ فاٹا کے آبادی کا ایک قابل ذکر حصہ اس صوبے کے مختلف متصل اضلاع مثلاً پشاور، کوہاٹ، بنوں، ڈی آئی خان اور چارسدہ میں مقیم ہے۔ قبائلی لوگ اس صوبے کی مختلف شہروں میں تجارت و روزگار کے مختلف شعبوں کے ساتھ عرصہ دراز سے منسلک ہیں اور یہاں سے تعلیم اور صحت جیسے بنیادی سہولیات سے استفادہ کرتے ہیں اور روزمرہ زندگی کے دیگر ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ قبائلی لوگوں کی ثقافت، زبان اور دیگر روایات وادی پشاور میں آباد لوگوں سے مختلف نہیں۔ مثلاً شمالی وزیرستان ایجنسی کے باشندوں کیلئے ضلع بنوں کا کوئی بھی علاقہ ان کیلئے اپنے آبائی گاؤں یا قصبوں جیسا ہے۔ اسی طرح جنوبی وزیرستان کے لوگوں کے لیے ضلع ٹانک اور ڈی آئی خان دوسرے گھر کے مانند ہے۔ درحقیقت باجوڑ ایجنسی سے لیکر جنوبی وزیرستان ایجنسی تک قبائلی لوگوں کا انحصار صوبہ خیبر پختونخوا کے متصل آباد اضلاع پر واقع ہونا ایک فطری عمل ہے۔ انتظامی سطح پر بھی فاٹا کا سارا دار و مدار اس صوبے پر منحصر ہے۔ مثلاً خیبر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر پشاور میں واقع ہے نہ کہ لنڈی کوتل میں۔ اسی طرح اورکزئی ایجنسی کا پولیٹیکل ایجنٹ ایجنسی کے انتظامی امور ضلع ہنگو سے کنٹرول کرتا ہے نہ کہ کلایا سے۔ علاوہ ازیں سول سیکرٹیریٹ فاٹا صوبے کے دارالخلافہ پشاور میں واقع ہے اور فاٹا اور خیبر پختونخوا ایک ہی گورنر کے تحت کام کر رہے ہیں۔[۸]

فاٹا کا صوبہ خیبر پختونخوا سے زمینی رابطہ

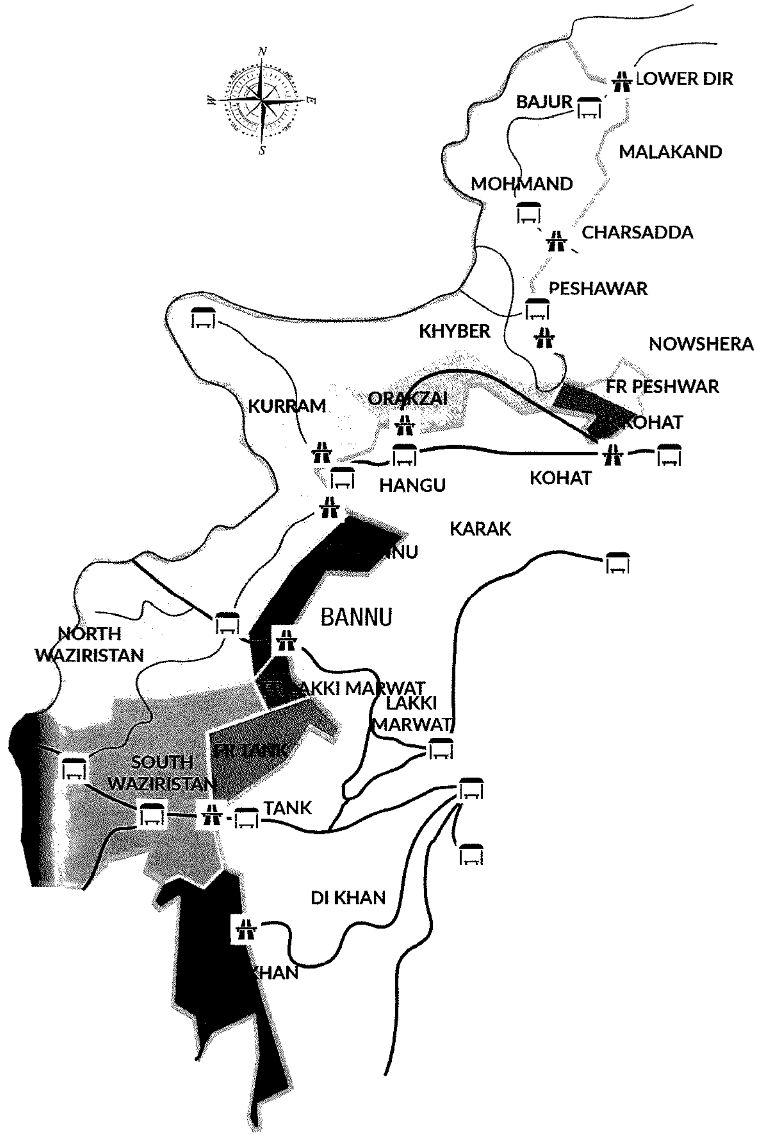

Source: Sadia Sulaiman and Syed Adnan Ali Shah Bukhari, *Governance Reforms in FATA: A People's Perspective* (Islamabad: FATA Research Centre, 2016), p. 63.

فاٹا اور خیبر پختونخوا کی نسلی اور جغرافیائی ہم آہنگی و وابستگی دونوں کے مابین ایک فطری رشتہ اور جوڑ پیدا کرتا ہے۔ فاٹا کا خیبر پختونخوا میں انضمام سے خیبر پختونخوا ایک بڑا صوبہ بن کر قومی معاملات میں مزید مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس چناؤ کی بدولت قبائلی عوام کو صوبائی اسمبلی میں اہم اور خاطرخواہ سیاسی نمائندگی ملے گی جو ان کا بنیادی حق ہے۔۹ اسلیے ان علاقوں کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کیلئے آئینی سطح پر ملک کے دستور یعنی آئین کے آرٹیکل ۲۴۶ اور ۲۴۷ میں ترامیم کرنے ہونگے۔ کیونکہ یہ ان ترامیم کے بغیر تمام تر اصلاحات اور انتظامی عمل آئینی ضمانت اور تحفظ کے بغیر ہو گا اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان علاقوں کا انتظام صدر مملکت سے پارلیمنٹ کو منتقل کیا جائے۔ اگلے آنے والے عام انتخابات میں قبائلی علاقوں کی نمائندگی صوبائی اسمبلی میں موجود ہو۔کیونکہ فاٹا کو صوبائی اسمبلی میں نمائندگی ملنے سے موجودہ انضمام کا عمل مزید مربوط اور مؤثر ثابت ہو گا۔۱۰

زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ فاٹا میں تقریباً۹۹ فیصد پختون رہتے ہیں اور عقلی بنیادوں پر ان علاقوں کو قومیت، زبان، رنگ ونسل کی وجہ سے خیبرپختونخوا سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وفاق کے زیر انتظام ان قبائلی علاقوں کے سماجی اقتصادی اشاریوں کو دیکھا جائے تو فاٹا کے سماجی اقتصادی اشاریے جس میں تعلیم، صحت، پینے کا صاف پانی، صفائی ستھرائی اور دیگر بہت سارے سماجی اور اقتصادی اشاریے شامل ہیں ان تمام عوامل میں فاٹا پورے پاکستان کے لوگوں اور دوسرے صوبوں سے بہت پیچھے ہے۔ اگر ان علاقوں کی سیاسی پس منظر کو دیکھا جائے تو فاٹا کو ان کے ملک حضرات، قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران کوئی ترقی نہیں دے سکے۔ تاہم اگر اس چناؤ کو اپنایا جائے یعنی فاٹا کو صوبہ خیبر پختونخوا میں شامل کیا جائے تو اس چناؤ سے ان ملکوں اور قبائلی عمائدین کی جدی پشتی بادشاہی ختم ہونے کا خطرہ ہے جس پر وہ عرصہ دراز سے قابض بنے بیٹھے ہیں۔۱۱

فاٹا میں اصلاحات کے حوالے سے چار مختلف چناؤ سامنے آ رہے ہیں۔ جسے حالیہ فاٹا ریفامز کمیٹی نے فاٹا کے ارکان پارلیمان، قبائلی عمائدین اور عام فریقین کے ساتھ ملاقاتوں کے بعد زیرغور لایا ہے۔ بلا شبہ ان علاقوں میں قیام امن کے بعد اصلاحات کا عمل لازم ہے لیکن ساتھ ساتھ اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ فاٹا اصلاحات کیلئے مرحلہ وار طریقہ کار

اختیار کی جائے تا کہ نقل مکانی کرنے والے افراد اپنے گھروں کو بحفاظت لوٹ سکیں اور ان علاقوں میں پائیدار امن کو یقینی بنایا جا سکے۔ چار مختلف چناؤ میں پہلا چناؤ موجود صورتحال کو برقرار رکھتے ہوئے عدالتی اور انتظامی اصلاحات متعارف کروانے سے متعلق ہے جبکہ دوسرا چناؤ گلگت بلتستان کونسل کی طرز پر فاٹا کونسل کی تجویز سامنے آ رہی ہے۔ نیز تیسرا چناؤ فاٹا کو الگ صوبہ بنانے جبکہ چوتھا چناؤ فاٹا کو صوبہ خیبرپختونخوا میں ضم کرنے کے حوالے سے ہے۔ تاہم مؤخرالذکر چناؤ کے حوالے سے وسیع تر حمایت سامنے آ رہی ہے کیونکہ اس تجویز پر عمل سے بہت سے فائدے ہو سکتے ہیں اور یہ فاٹا کو قومی دھارے میں لانے کیلئے ایک معقول انتخاب ہے۔ جہاں تک فاٹا کو الگ صوبہ بنانے کی تجویز ہے یہ چناؤ زیادہ معقول اس لیے نظر نہیں آ رہا کہ فاٹا کا جغرافیائی محل وقوع، ایجنسیوں کے درمیان کمزور مواصلاتی نظام اور محدود مالی وسائل شاید اس بات کی اجازت نہ دے سکیں کہ فاٹا کو الگ صوبہ بنایا جائے۔[۱۲]

فاٹا کی آبادی اور رقبہ(۲۰۱۶ء)

نمبر شمار	قبائلی ایجنسی/فرنٹیئر ریجن	آبادی (۲۰۱۶ء)	رقبہ (مربع کلومیٹر)
1	باجوڑ ایجنسی	875,810	1,292
2	مہمند ایجنسی	492,110	2,296
3	خیبرایجنسی	804,452	2,576
4	اورکزئی ایجنسی	331,711	1,538
5	کرم ایجنسی	659,638	3,380
6	شمالی وزیرستان ایجنسی	658,800	4,707
7	جنوبی وزیرستان ایجنسی	632,463	6,620
8	ایف آر پشاور	79,221	261
9	ایف آر کوہاٹ	130,153	446
10	ایف آر بنوں	28,829	745
11	ایف آر لکی	10,281	132
12	ایف آر ٹانک	40,045	1,221
13	ایف آر ڈی آئی خان	57,369	2,008
		کل آبادی	**کل رقبہ**
		4,800,883	**27,220**

Source: Government of Pakistan, *Report of the Committee on FATA Rerorms 2016.*

حالیہ فاٹا ریفامز کمیٹی نے بھی فاٹا کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کی سفارش کی ہے۔ وزیراعظم کی مشیر برائے امور خارجہ جناب سرتاج عزیز کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے محدود مدت میں سکیورٹی خدشات و قومی اور بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود تمام قبائلی علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں کے تمام ارباب اختیار سے ملاقاتوں کو نہ صرف ممکن بنایا بلکہ ۵۱ صفحات پر مشتمل رپورٹ میں انتہائی غیر جانبداری سے زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ لوگوں کے موقف کو بھی شامل کیا اور آخر میں فیصلہ وہی کیا جو اکثریت کا مطالبہ اور وقت کا تقاضا بھی تھا۔ کمیٹی نے انتہائی باریک بینی سے تمام حالات و عوامل کا جائزہ لینے کے بعد قبائلی عوام کو قومی دھارے میں شامل کرنے کیلئے فاٹا کو صوبہ خیبرپختونخوا میں بتدریج پانچ سال میں ضم کرنے کی سفارش کی ہے۔[۱۳] کمیٹی کی دیگر سفارشات میں فاٹا کے تمام حصوں میں پائیدار امن کا قیام، تمام متاثرین یعنی آئی ڈی پیز کی واپسی کو یقینی بنانا، سماجی اور معاشی ترقی کو بروئے کار لانا، مقامی حکومتوں کا قیام عمل میں لانا، ایف سی آر کا خاتمہ اور رواج ایکٹ کا نفاذ، آنے والے انتخابات میں فاٹا کو صوبائی اسمبلی میں نمائندگی دینا، عدلیہ کی فاٹا تک رسائی، این ایف سی ایوارڈ میں ۳ فی صد حصہ دینا وغیرہ شامل ہیں۔[۱۴] ان سفارشات کی رو سے فاٹا کو دس سال کے عرصے میں پورے ملک کے برابر لانے کیلئے گورنر صوبہ خیبر پختونخوا کی سربراہی میں ماہرین کی ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کی جائے گی جو دس سالہ منصوبے کے خدوخال پیش کرے گی۔ جس میں ڈیم، آبپاشی، سڑکوں کی تعمیر، تعلیم، صحت، روزگار، معدنی وصنعتی ترقی وغیرہ جیسے اہم شعبوں کے بارے میں جامعہ حکمت عملی طے ہو گی۔ اس دس سالہ منصوبے کو روبہ عمل لانے کیلئے ایک ادارہ بنایا جائے گا جو کمیٹی کے تمام سفارشات پر اس کی روح اور ٹائم فریم کے مطابق مکمل عمل درآمد کا ذمہ دار ہو گا۔ اس ڈائریکٹوریٹ میں کم و بیش تیس (۳۰) سکیشن قائم کیے جائیں گے جو فاٹا کی ہمہ جہت ترقی اور تبدیلی کے عمل کو بروقت یقینی بنانے کے ذمہ دار ہونگے۔[۱۵]

اگرچہ حکومت نے فاٹا میں ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھانے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس مد میں اٹھارہ بڑے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچے ہیں۔جن میں گومل زام ڈیم اور

ڈیرہ اسماعیل خان کو افغانستان کے رنگ روڈ سے ملانے والی وانا روڈ قابل ذکر ہیں۔ گومل زام ڈیم جنوبی وزیرستان کے علاقہ کھجوری کچھ میں ۲۲ ارب روپے کی خطیر رقم سے تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ یہ ڈیم ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک کی ۱ لاکھ ۶۲ ہزار ایکڑ اراضی کو آبپاشی کے وسائل مہیا کرے گا۔ اس ڈیم سے تقریباً ۱۸ میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی جو وزیرستان سمیت ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان کے صارفین کی ضرورت پورا کرے گی۔ اسی طرح خیبر تا جلال آباد ہائی وے، بنوں۔ غلام خان روڈ اور ڈیرہ اسماعیل خان سے انگور اڈا کو ملانے والی سڑک کے علاوہ ٹانک سے گومل۔ وانا روڈ کی تعمیر علاقائی معیشت و ثقافت پر انمٹ نقوش چھوڑے گی۔ عسکری قیادت کے زیر نگرانی اسپینکئی رغزئے اور وانا میں دو کیڈٹ کالجز کا قیام، رزمک کیڈٹ کالج میں سہولیات کی بڑھوتری، کوٹکئی کرکٹ اسٹیڈیم کی تعمیر چند ایسے ترقیاتی کاوشیں ہیں جن کی بدولت قبائلی علاقوں میں ایک نئے دور کا آغاز شروع ہو گا۔[۱۶]

تاہم ان سرگرمیوں کو مزید تیز کرنے اور بڑے بڑے ترقیاتی کاموں کیلئے ایک جامعہ حکمت عملی کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ قبائلی علاقے مسلسل عدم توجہ اور ایک طویل عرصہ سے سیاسی و اقتصادی محرومیوں کا شکار چلے آ رہے ہیں۔ ترجیحی بنیادوں پر وہ قبائلی خاندان جنہیں فوجی آپریشنز کی وجہ سے اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑنا پڑا ان کی بحالی حکومت وقت کی ذمہ داری ہونی چاہیے۔ دوسری جانب ان تمام علاقوں کی ترقی کیلئے سڑکوں اور پلوں کے جال بچھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ قبائلی لوگوں کیلئے ذریعہ معاش یعنی روزگار کے نت نئے مواقع پیدا کرنا ازحد ضروری ہے۔ یہاں کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں کو قائم کیا جائے تا کہ انہیں اچھی اور سستی تعلیم و تربیت مہیا ہو۔ اس طرح ان لوگوں کے علاج معالجہ اور صحت کی بہتر سہولیات کی فراہمی کیلئے ہسپتالوں کا قیام اور بنیادی صحت کے مراکز کھولنا ضروری ہے۔[۱۷] لہٰذا فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کے ساتھ ساتھ اگر مذکورہ بالا اہم گزارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے تو فاٹا کو قومی دھارے میں آسانی سے شامل کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ الطاف اللہ و شہباز خان، ''قبائلی علاقہ جات (فاٹا) میں اصلاحاتی کاوش ۲۰۱۶ء: تاریخ کے تناظر میں''، *مجلّہ تاریخ وثقافت پاکستان*، جولائی دسمبر ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۶۔

۲۔ سید اسلام شاہ، ''قبائلی علاقہ جات میں معاشی اور معاشرتی ترقی''، *مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان*، اپریل تا ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۶۳۔

۳۔ سرفراز خان و الطاف اللہ، '' فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات''، *مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان*، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۶ء، ص ۸۔

۴۔ ایضاً، ص۹۔

۵۔ اجمل ستار ملک، ''فاٹا کا خیبر پختونخوا میں انضمام''، روزنامہ *ایکسپریس*، اسلام آباد، ۲۰ مارچ ۲۰۱۷ء۔

۶۔ ''فاٹا: تب اور اب''، اشاعت خاص، روزنامہ *دنیا*،اسلام آباد، ۱۴ مارچ ۲۰۱۷ء۔

۷۔ اسلم اعوان، ''خوشگوار تبدیلی''، روزنامہ *مشرق*، اسلام آباد، ۵ جون ۲۰۱۴ء۔

8. Altaf Ullah, Reforms in Federally Administered Tribal Areas (FATA): Implications for Pakistan and Afghanistan" Ph.D. Thesis, Area Study Centre, University of Peshawar, 2014, pp. 175-176.

۹۔ ایضاً، ص ۱۷۶۔

۱۰۔ خالد بھٹی، ''کہیں پھر سے دیر نہ ہو جائے؟'' روزنامہ *نئی بات*، اسلام آباد، ۲۰ فروری ۲۰۱۷ء۔

۱۱۔ اعجاز احمد، ''فاٹا کو خیبر پختونخوا میں شامل کرنے کی ضرورت''، روزنامہ *نئی بات*، اسلام آباد، ۲۴ ستمبر ۲۰۱۵ء۔

۱۲۔ روزنامہ *ایکسپریس*، اسلام آباد، ۲۵ اگست ۲۰۱۶ء۔

۱۳۔ نومبر ۲۰۱۵ء میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز کی سربراہی میں فاٹا کے مستقبل کے بارے میں تجاویز پیش کرنے کیلئے پانچ رُکنی اصلاحاتی کمیٹی قائم کی۔ اس کمیٹی کے اراکین ظفر اقبال جھگڑا (گورنرخیبرپختونخوا)، جنرل ریٹائرڈ عبدالقادر بلوچ (وزیر برائے سیفرن)، زاہد حامد(وزیر قانون)، جنرل ریٹائرڈ ناصر خان جنجوعہ (مشیر برائے قومی سلامتی)، اور محمد شہزاد ارباب (سیکرٹری سیفرن) تھیں جبکہ سرتاج عزیز اس کمیٹی کے چیئر مین مقرر ہوئے۔ اس اصلاحاتی کمیٹی نے قبائلی علاقہ جات کا دورہ کرتے ہوئے قبائلی عمائدین، سرکاری اورغیر سرکاری ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں اور ۹ مہینے کی تگ و دو، صلاح مشوروں اور سوچ بچار کے بعد انتہائی باریک بینی سے تمام حالات وعوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے فاٹا کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے حوالے سے اپنی سفارشات جمع کیں۔الطاف اللہ، ''قبائلی علاقہ جات (فاٹا)''، ص ۱۳۲۔

۱۴۔ کمیٹی کی تجاویز کے چیدہ چیدہ نکات درجہ ذیل ہیں:

☆ کابینہ کی منظوری کے بعد فاٹا کو ۵ برس میں مکمل طور پر خیبر پختونخوا میں ضم کیا جائے گا۔

☆ فاٹا اصلاحات کے تحت ایف سی آر (فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز) کا خاتمہ کر کے قبائلی علاقوں میں ''رواج ایکٹ'' نافذ کیا جائے گا۔

☆ فاٹا میں فیصلے مجوزہ رواج ایکٹ کے تحت کئے جائیں گے، مقدمات کی سماعت کیلئے مقامی عمائدین پر مشتمل جرگہ تشکیل دیا جائے گا۔

☆ ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں قبائلی علاقوں کے لوگ صوبائی اور قومی اسمبلی کیلئے اپنے نمائندے منتخب کر سکیں گے۔ ان نشستوں کیلئے آئین میں ترمیمی بل پیش کیا جائے گا۔

☆ تمام آئی ڈی پیز (IDPs) کی واپسی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء تک اور تعمیر نو کی سرگرمیاں ۲۰۱۸ء تک مکمل کی جائیں گی۔

☆ سپریم کورٹ اور پشاور ہائی کورٹ کا دائرہ کار فاٹا تک بڑھایا جائے گا۔

☆ فاٹا میں تمام سرکاری عہدوں کو اپ گریڈ کر کے خیبر پختونخوا کے برابر لایا جائے گا۔

☆ فاٹا کیلئے ۱۰ سالہ سماجی، اقتصادی و ترقیاتی منصوبے کی تیاری کی غرض سے اعلیٰ سطحی کمیٹی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء تک تشکیل دی جائے گی۔

☆ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو فاٹا تک توسیع دی جائے گی۔

☆ قبائلی طلباء کیلئے تعلیمی اداروں اور میڈیکل کالجز میں کوٹے کو دوگنا کر دیا جائے گا۔

☆ فاٹا اصلاحات پر عمل درآمد کیلئے ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے گا۔

☆ اصلاحات کے تحت این ایف سی ایوارڈ میں فاٹا کیلئے ۳ فیصد حصہ مختص کیا جائے گا۔ یہ موجودہ ۲۱ ارب روپے کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے علاوہ ہونگے۔

☆ لیویز میں مزید ۲۰ ہزار مقامی افراد بھرتی کئے جائیں گے، ۵ سال کے بعد صوبائی حکومت اس بات کی مجاز ہو گی کہ وہ لیویز کو پولیس کے محکمے میں ضم کرے یا لیویز کے طور پر ہی برقرار رکھے۔

☆ فاٹا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اختیارات میں اضافے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

☆ ترقیاتی و انتظامی امور کی عملداری و نگرانی کیلئے ارکان قومی اسمبلی اور سینیٹرز پر مشتمل کمیٹی گورنر خیبر پختونخوا کی معاونت کرے گی۔

☆ درآمدات و برآمدات میں پرمٹ اور راہداری سسٹم ختم کر دیا جائے گا۔

☆ فاٹا کو سی پیک سے منسلک کرنے کے طریقے تلاش کئے جائیں گے۔

☆ سٹیٹ بینک سے کہا جائے گا کہ فاٹا میں زیادہ سے زیادہ شاخیں کھلوانے کے لئے بینکوں

کو ہدایات جاری کریں۔

☆ اصلاحات نافذ کرنے والی کمیٹی میں وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا کو بھی شامل کیا جائے گا۔

☆ جماعتی بنیادوں پر مقامی حکومتوں کے انتخابات ۲۰۱۸ء کے فوری بعد منعقد کئے جائیں گے۔

☆ آڈیٹر جنرل آف پاکستان، نیب اور ایف آئی اے کو فاٹا کے بجٹ رسائی دی جائے گی۔

☆ فاٹا میں زمینوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کے لئے جدید نظام اختیار کیاجائے گا۔ ایضاً،ص ص۱۳۳-۱۳۲۔

۱۵۔ شمس مومند، ''ایف سی آر۔نومور۔شکریہ فاٹا کمیٹی''، روزنامہ *اوصاف*، اسلام آباد، ۳۱ اگست ۲۰۱۶ء۔

۱۶۔ اسلم اعوان، ''خوشگوار تبدیلی''، روزنامہ *مشرق*، پشاور ۵ جون ۲۰۱۴ء۔

۱۷۔ راؤ عمران سلیمان، ''فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کا فیصلہ! مگر کیسے'' روزنامہ *نئی بات*، اسلام آباد، ۱ فروری۲۰۱۷ء۔